جومسئلہ سمجھ میں نہ آئے وہ کسی مستند و ماہر مفتی سے معلوم کرلیں۔۔ (ابوزبیر)

آپ کے مسائل اور اس کے جوابات

از مفتی محمد صاحب

مضامین:

☆ جائے نماز پر مقاماتِ مقدسہ کے نقوش کا حکم
☆ بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ میل جول کا حکم
☆ نابالغ لے پالک کے مال سے اس کا خرچہ لینے کا حکم
☆ سودی بینکوں کے ملازمین کی ایک بودی دلیل کا جواب
☆ مسجد میں مصافحہ یا معانقہ کرنے کا حکم
☆ جائز منافع کی حد ☆ بہنوں کو جہیز کی وجہ سے میراث سے محروم کرنا
☆ مشترک ترکہ سے بعض ورثاء کے نفع اُٹھانے کا حکم
☆ زندگی میں اپنا سارا مال کسی ایک بیٹے کو دے دینے کا حکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جائے نماز پر مقاماتِ مقدسہ کے نقوش کا حکم:

سوال: عرض ہے کہ جائے نماز پر مقدس مقامات مثلاً بیت اللہ شریف یا مسجد نبوی کی تصاویر بنی ہوتی ہیں، لوگ اس پر نماز ادا کرتے ہیں تو بعض دفعہ ان زیارات پر پاؤں آجاتے ہیں، ان زیارات پر امام صاحب دعا کراتے وقت بیٹھ جاتے ہیں اور ایسی جائے نماز پر لوگ سو بھی جاتے ہیں جس سے یہ مقدس مقامات انسانی جسم کے نیچے آجاتے ہیں۔ اس بارے میں سخت تشویش ہے کہ اس بے ادبی کے باوجود کیا جائے نماز پر ایسے نقوش پرنٹ کرنا صحیح ہے؟ نیز ایسی جائے نماز پر نماز پڑھنا جائز ہے؟ مسئلہ وضاحت سے بیان کریں۔ (محمد یعقوب عثمان ۔ سرگودھا)

جواب: جائے نماز پر مقدس مقامات کی تصاویر پرنٹ کرنے کی صورت میں چونکہ مقدس مقامات کی بے ادبی ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اس لیے ایسا کرنا نامناسب اور مکروہ ہے، تاہم اگر کسی جائے نماز پر اس طرح کی تصاویر نقش ہوں تو اس پر نماز پڑھنا جائز ہے، البتہ ایسی صورت میں حتی الامکان اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ مقدس مقامات پر پاؤں وغیرہ نہ پڑیں۔

بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ میل جول کا حکم:

سوال: آج کل جہالت روز بروز بڑھتی جارہی ہے ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے خلاف ہے، کیا حقوق العباد یا اخلاق سے اس جہالت کو کم کیا جاسکتا ہے؟ مثلاً علماءِ کرام دوسرے فرقہ والوں سے عیادت یا تعزیت کر سکتے ہیں، ایک مخصوص زکوٰۃ وخیرات فنڈ ہو، وہ ان لوگوں میں تقسیم کیا جائے، کیا اس طرح کام کرنے سے جہالت کو کم کیا جاسکتا ہے؟ رہنمائی فرمائیں۔ (واحد بخش)

جواب: کسی فاسد العقیدہ مسلمان یا غیر مسلم فرقوں کے ساتھ زیادہ ربط ضبط اور محبت کا تعلق رکھنا جائز نہیں۔ اس میں سادہ لوح عوام کے عقائد بگڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لیے حدیث میں ایسے بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور میل جول رکھنے سے ممانعت آئی ہے۔ ہاں میل جول، دوستی اور قلبی تعلق رکھے بغیر کسی غیر مسلم کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا یا کسی موقع پر اس کی بیمار پرسی کر لینا شرعاً منع نہیں، البتہ زکوٰۃ صرف مسلمان کو دی جاسکتی ہے، غیر مسلم کو زکوٰۃ فنڈ سے رقم دینا جائز نہیں۔

نابالغ لے پالک کے مال سے اس کا خرچہ لینے کا حکم:

سوال: ایک آدمی مسمی اسحاق کے اپنی دوسری بیوی سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ جب ایک بیٹے کی عمر ایک سال اور دوسرے کی چار سال ہوئی تو یہ شخص وفات پا گیا۔ بعد میں اس کی اس بیوہ نے شاہد نامی شخص سے شادی کی، جس کے پہلے بھی چار بیٹے تھے۔ ایک مزید ہو گیا۔ گویا اب شاہد کی کفالت میں کل سات بچے ہو گئے۔ اسحاق کے دو بچوں کے دادا نے اپنی زندگی میں اپنی جائیداد فروخت کر کے ان دو بچوں کے لیے سات ایکڑ زرعی زمین خرید کر ان کے نام رجسٹری کرا کر مزارعوں کو ٹھیکے پر دیدی تھی۔ اب جو ٹھیکہ کی رقم ہوتی ہے وہ ان بچوں کی والدہ وصول کر لیتی ہے۔ جب شاہد اس آمدنی کا مطالبہ کرتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ یتیم بچوں کی امانت ہے، اس کو مت لو، انکار کر دیتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں اپنے پاس سے ان پر خرچ کر رہا ہوں تو کیا مجھے ان کی آمدنی سے خرچ کرنے کا کوئی حق نہیں؟ اور جھگڑے پر اتر آتا ہے۔

دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں میاں بیوی ٹھیکے کی آمدنی گھریلو اخراجات پر لگا سکتے ہیں یا آمدنی کو الگ رکھیں اور اسے اپنے اوپر خرچ کرنے کو حرام سمجھیں۔

جواب: صورتِ مسئولہ میں عورت کا دوسرا شوہر ٹھیکہ کی مذکورہ رقم میں سے ان دو بچوں کے خرچے کی رقم مجموعی خرچہ میں شامل کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہے، مگر یہ ضروری ہے کہ بچوں کی رقم سے اتنی ہی رقم لی جائے جو ان پر ہر ماہ یقیناً خرچ ہو جاتی ہے۔ خرچ کے بہانے ان کی رقم کو ذاتی استعمال میں لانا جائز نہیں۔

قرآن پاک میں یتیموں کا مال کھانے پر سخت وعید آئی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَأۡكُلُونَ أَمۡوَالَ ٱلۡيَتَـٰمَىٰ ظُلۡمًا إِنَّمَا يَأۡكُلُونَ فِي بُطُونِهِمۡ نَارًا وَّسَيَصۡلَوۡنَ سَعِيرًا﴾

(النسآء: ۱۰)

ترجمہ:''بیشک جولوگ ناجائز طریقہ سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب وہ دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔''

سودی بینکوں کے ملازمین کی ایک بودی دلیل کا جواب:

سوال: اگرہم کسی کوسود کھانے سے منع کریں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم سودی کاروبار کریں یا بینک کی ملازمت کریں تو علماء ہماری روزی حرام بتاتے ہیں، جبکہ ہر شخص چاہے مولوی ہو یا غیر مولوی سود کھا رہا ہے کیونکہ گورنمنٹ سودی نظام پر چل رہی ہے اور تمام پیسہ بینک سے گزر کر آتا ہے اور جتنے بھی سرکاری دفاتر یا اسکول وغیرہ ہیں ان کو تنخواہ بینک سے ملتی ہے، اس لیے وہ رقم بھی حرام ہے، گویا حمام میں سارے ننگے ہیں، اس لیے کوئی کسی کو نہیں کہہ سکتا کہ تم حرام کھاتے ہو۔ (علی نواز ۔ ملتان)

جواب: سودی بینک کی ملازمت سودی معاملات میں تعاون کی وجہ سے ناجائز ہے، سودی بینک کا ملازم جس کام کی تنخواہ لیتا ہے، جب وہ کام ہی ناجائز ہے تو ظاہر ہے کہ ناجائز کام کی اُجرت حرام ہی ہوگی۔ باقی جولوگ سرکاری دفاتر یا تعلیمی اداروں میں کام کرتے ہیں ان کا کام اگر ناجائز نہ ہو تو محض بینک کے واسطہ سے تنخواہ وصول کرنے سے تنخواہ حرام نہیں ہوتی، کیونکہ ان کی تنخواہ بینک اپنے ناجائز منافع سے نہیں دیتا، بلکہ ان کی تنخواہ انہی اداروں سے بینک کے پاس آتی ہے جن میں وہ ملازمت کر رہے ہوتے ہیں، بینک صرف واسطہ بنتا ہے۔

اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ بینک میں حرام وحلال ہر قسم کی رقوم ہوتی ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ بینک رقمیں علیحدہ علیحدہ نہیں رکھتا، بلکہ سب رقوم ایک ہی تجوری میں جمع ہوتی ہیں، اس لیے کسی دوسرے ادارے کا ملازم جو

بینک کے واسطے سے تنخواہ وصول کرتا ہے اس کی تنخواہ میں بھی اس طرح حرام رقم شامل ہو جاتی ہے۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ بینک کے پاس جمع رقوم میں زیادہ مقدار لوگوں کی جمع کرائی ہوئی ایسی رقوم کی ہوتی ہے جن کے حرام ہونے کا کوئی دعویٰ نہیں کرسکتا، ان رقوم میں خود ان اداروں کی طرف سے تنخواہوں کی مد میں بینک کو دی گئی رقوم بھی شامل ہوتی ہیں، اور جائز ملازمت کرنے والے ملازمین کی تنخواہ انہی رقوم کی طرف منسوب ہوتی ہے۔اس لیے دوسرے اداروں میں جائز ملازمت کرنے والے جو ملازمین بینک کے واسطہ سے تنخواہ وصول کرتے ہیں ان کی تنخواہیں بلاشبہ جائز ہیں۔اس تفصیل سے واضح ہوا کہ سوال میں مذکورہ سودخوروں کا مذکورہ استدلال درست نہیں۔

انہیں سوچنا چاہیے کہ علماء آخر کیوں سودی بینکوں میں کام کرنے والوں کی تنخواہ کو حرام کہتے ہیں اور دوسرے سرکاری ملازمین کی تنخواہ کو حرام نہیں کہتے؟ کیا بینک والوں سے علماء کی کوئی دشمنی ہے یا دوسرے لوگوں سے کوئی رشتہ داری کا معاملہ ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کا کام جائز ہے تو ان کی تنخواہ کو بھی علماء حلال فرماتے ہیں اور ان سودخوروں کا کام ناجائز ہے، اس لیے علماء ان کی تنخواہ کو حرام فرماتے ہیں، اس کا ان سودخوروں کو بھی علم ہے مگر ان کے دلوں میں خوفِ خدا نہیں، اور سود کا ایک درہم لینے کے بارے میں چھتیس بار زنا سے زیادہ بڑا گناہ ہونے اور اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنے جیسی سخت وعیدیں جو قرآن وحدیث میں آئی ہیں، یہ لوگ رذیل دنیا کی محبت میں ان کو بھلانا چاہتے ہیں، مگر ان کو علم ہونا چاہیے کہ اللہ سب جانتے ہیں اور ایک دن مر کر اس کے سامنے جانا ہے، یہاں اگر ایسی بیہودہ باتوں سے جان چھڑا بھی لیں تو وہاں ایسی باتوں سے کام نہیں بنے گا۔اللہ ان کو ہدایت نصیب فرمائے۔

مسجد میں مصافحہ یا معانقہ کرنے کا حکم:

سوال: اگر کوئی شخص حج کر کے یا اپنے ملک کے کسی شہر سے محلے کی مسجد میں آیا ہوا اور مسجد میں بیٹھے ہوئے نمازی کھڑے ہو کر اُس سے مصافحہ اور معانقہ کریں تو کیا اس طرح کرنا جائز ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ

مسجد میں کسی بھی قسم کا معانقہ کرنا جائز نہیں۔ (علی نواز ۔ ملتان)

جواب: باہر سے آئے ہوئے مسافر کے ساتھ مسجد میں مصافحہ یا معانقہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، مگر اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کسی کی نماز یا ذکر وغیرہ معمولات میں اس سے خلل نہ آئے۔

جائز منافع کی حد:

سوال: شریعت نے جائز منافع کتنا رکھا ہے اگر جائز منافع سے زیادہ لے گا تو کیا اس کی روزی حرام ہو جائے گی؟ (علی نواز ۔ ملتان)

جواب: جائز منافع کی کوئی حد شریعت نے مقرر نہیں کی، اس لیے آزاد بازار میں طلب ورسد کے توازن سے جو شرح وجود میں آجائے اس پر خرید وفروخت جائز ہے، البتہ اگر تاجر لوگ عمومی طور پر اشیاء خوردنی کی خرید وفروخت میں لوگوں سے اتنی زیادہ قیمتیں وصول کرنا شروع کردیں جس سے عام لوگوں کو ضرر اور نقصان پہنچ رہا ہو تو ایسی صورت میں حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ریٹ کنٹرول کرنے کے لیے کوئی حد بندی کرے۔ حکومت کی حد بندی کے بعد اُس حد سے زیادہ پر بیچنا جائز نہ ہوگا، اگر کوئی بیچے گا تو وہ گناہ گار ہوگا، تاہم اس کی روزی حرام نہ ہوگی۔ اور حکومت کی طرف سے ایسی کوئی حد مقرر نہ ہو تو ایسی صورت میں مارکیٹ کے مطابق جتنا نفع لیا جائے وہ جائز ہے، البتہ حد سے زیادہ نفع اندوزی اور گاہک کی جہالت اور سادگی سے غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سے مارکیٹ ریٹ سے زیادہ نفع لینا مروت اور اسلامی اخلاقیات کے خلاف ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ جھوٹ بول کر یا مال کے غیر واقعی اوصاف بیان کر کے خریدار کو زیادہ قیمت پر آمادہ کرنا دھوکہ ہے جو ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح کسی چیز کے نایاب یا کمیاب ہونے کی صورت میں لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا بھی شرعاً ممنوع ہے۔

فی الحدیث: "دعوا الناس حتی یرزق اللہ بعضھم من بعض."

بہنوں کو جہیز کی وجہ سے میراث سے محروم کرنا:

سوال: باپ کے انتقال کی صورت میں بیٹے، اپنی بہنوں کو باپ کی میراث سے حصہ نہیں دیتے، خاص طور پر شادی شدہ بہنوں کو یہ کہہ کر محروم کر دیتے ہیں کہ تم جہیز کی صورت میں اپنا حصہ لے چکی ہو۔ حالانکہ اکثر و بیشتر جہیز کی مقدار اتنی نہیں ہوتی، جتنا باپ کے ترکہ میں بہنوں کا شرعی حصہ بنتا ہے۔ براہِ کرام وضاحت فرمائیں کہ کیا یہ طریقہ شرعاً درست ہے؟ (حاجرہ۔ اٹک)

جواب: باپ اپنی زندگی میں بیٹیوں کو جو جہیز وغیرہ دیتا ہے وہ میراث نہیں ہوتی بلکہ اس کی حیثیت محض ہدیہ اور بخشش کی ہوتی ہے، جبکہ میراث کا حق باپ کے مرنے کے بعد ثابت ہوتا ہے، اس لیے گزشتہ بخشش کی بنیاد پر بعد میں ثابت ہونے والے میراث کے حق کو دبانا تو ظاہر ہے کہ سراسر ظلم اور ناجائز ہے، البتہ اگر شادی باپ کے انتقال کے بعد باپ کے ترکہ سے ہو اور اس میں باقاعدہ حساب کر کے بہن کا میراث میں جتنا حصہ بنتا ہے وہ سارا بہن کو دیدیا جائے تو اس طرح بہن کا حصۂ میراث ادا ہو جائے گا۔

مشترک ترکہ سے بعض ورثاء کے نفع اُٹھانے کا حکم:

سوال: باپ کے مرنے کے بعد کافی عرصہ تک بھائی میراث تقسیم نہیں کرتے بلکہ مشترک رکھ کر اس سے نفع اٹھاتے رہتے ہیں، حالانکہ اس میں ان بہنوں کا حصہ بھی ہوتا ہے جو شادی شدہ ہوتی ہیں اور بھائیوں سے الگ اپنے شوہر کے ساتھ کہیں اور رہتی ہیں، اس طرح اس مشترک مال سے نفع اٹھانے میں وہ بھائیوں کے ساتھ شریک نہیں ہوتیں، تو کیا ایسی صورت میں بہنوں کا حصہ اور ان کے حصے کے جو منافع حاصل کیے ہیں وہ ان کو واپس کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ (حاجرہ۔ اٹک)

جواب: ایسی صورت میں بھائیوں پر لازم ہے کہ بہنوں کو ان کا شرعی حصہ میراث بھی واپس کریں اور ان کے حصہ کی جتنی پیداوار وغیرہ اب تک وصول کی ہے، اس کا حساب کر کے وہ سب بھی بہنوں کو لوٹائیں۔

زندگی میں اپنا سارا مال کسی ایک بیٹے کو دے دینے کا حکم:

سوال: ماں باپ اپنی زندگی میں اپنا اسارا مال کسی ایک بیٹے یا بیٹی کو دیدیں تو کیا ایسا کرنے کا ان کو حق ہے؟اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ (حاجرہ ۔ اٹک)

جواب: بلا عذر شرعاً ایسا کرنا جائز نہیں، اگر کسی نے ایسا کیا تو وہ گناہگار ہوگا، البتہ اگر کوئی اپنا سارا مال باقاعدہ قابض بنا کر کسی ایک بیٹے کی ملکیت میں دیدے تو اس کی ملکیت ثابت ہو جاتی ہے۔ورثہ اگر اس کا اعتبار نہ کریں اور کل ترکہ شریعت کے مطابق تقسیم کریں تو اس سے اُمید ہے والدین بھی گناہ کے وبال سے بچ جائیں گے اور ورثاء کے درمیان بھی جھگڑے فساد کا اندیشہ نہ رہے گا، تاہم جس وارث کو قبضہ کے ساتھ کچھ دیا تھا وہ اگر اسے ترکہ میں شامل کرنے پر آمادہ نہ ہو تو اس پر جبر نہیں کیا جا سکتا۔

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]